گلدستہ محسن کاکوروی

بفرمائش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ

لاہور

گلدستہ محسن کاکوروی

از تصانیف

جناب مولوی محمد محسن صاحب کاکوروی

بفرمایش
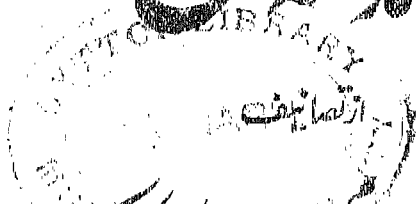
شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

۱۹۳۱ء

کریمی پریس لاہور میں باہتمام میر قدرت اللہ پرنٹر چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سراپائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

للّٰہ الحمد شبِ غم نے اُٹھایا بستر — مرحبا طالعِ بیدار مبارک ہو سحر
مژدہ اے دل کہ ہوا نورِ خدا پیشِ نظر — بارک اللہ جمعیت کا ہے رنگِ دِگر
گر نہ ہو پاسِ ادب تو مجھے کچھ دعویٰ ہے — سجدے کرتے ہیں ملائک مرا وہ رتبہ ہے

لامکاں تک لئے جاتی ہے مجھے طبعِ رسا — ہو رہا ہے صفِ ارواح میں میرا چرچا
لڑ گیا عرش کے پایہ سے سخن کا پایہ — خیر مقدم کی چلی آتی ہے ہر سو سے صدا
بزمِ قدسی کا بلایا ہوا مہماں ہوں میں — ملک آنکھوں پہ بٹھاتے ہیں وہ انساں ہوں میں

آج کس دھوم سے خدامِ سخن آتے ہیں — مسندیں فکر کی محفل میں بچھا جاتے ہیں
تنگیٔ بزمِ جہاں دیکھ کے گھبراتے ہیں — گاؤ تکیہ کرۂ ارض کا اٹھواتے ہیں
جشن کا روز ہے معنی کے شہِ قدسی کا — اور اونچا کرو خیمہ فلکِ اطلس کا

ہم دکھاتے ہیں طبیعت سے تماشے کتنے — عالمِ نور میں چھوڑ آئے ہیں شوشے کتنے
حل کئے غنچۂ خورشید سے نکتے کتنے — عقدِ پروین سے لکھے ہم نے معنے کتنے
سادہ کاغذ ورقِ مہرِ درخشاں ہے آج — دستِ پُر نورِ عطارد میں قلمداں ہے آج

یوں خرامندہ و شوخی قلمِ رعنا ہے — موج ہے جس پہ تجمل غرقِ دریا ہے
بال پرواز پڑے چٹکیوں سے اڑتا ہے — آہوئے شوخ ہے کیا کبکِ خراماں کیا ہے
کوئی شاخ آہوئے گل جلوہ گری ہیں تو نہیں — کوئی سرخاب کا پر ٹیک رہی ہیں تو نہیں

رنگ گلزار معانی کا عجب عالم ہے — غنچہ کو دیکھئے تو صبح کا بھرتا دم ہے
برگ گل چاند کے ٹکڑے سے بھلا کیا کم ہے — سرو رعنا نہیں آئینہ قد آدم ہے
ہر شجر شمع تجلی ہے لگن تھالے ہیں — نام ظلمت نہیں لالے کے یہاں لالے ہیں
سطر سنبل گل تر حرف ہے غنچہ نقطہ — کاغذ مشق ہے یک سیر چمن کا تختہ
طوطی بولا مرے خامہ کا میان شعرا — کیوں نہ ہو آج میں لکھتا ہوں سراپا کس کا
جس کو گلدستۂ باغ ابدیت کہئے — خندۂ صبح بہارا حدیث کہئے
گیسوئے حور قلم ہو کے بنے خامۂ مو — کہ ہوں آراستہ تصویر سخن کے گیسو
کہو رضواں سے کہ لائے مجھے شاخ شبو — کہ شب شکر میں ہو نکہت مشکیں ہر سو
منشی دفتر اعلیٰ کا کرم کافی ہے — مشق کرنے کو مرے لوح و قلم کافی ہے
روشنائی کی یہ ترکیب ہے شمع بے دود — جس کی ترکیب کو جبریل امیں ہیں موجود
گو نہ ہو شہرۂ حلوے کا بقدر مقصود — پانی لیں چشمۂ کوثر سے گریں [illegible] دود
[illegible] ہو پورا اترا کھرل — شمع سے طور [illegible] اڑائیں کاجل
رنگ شنجرف کا بھی آپ کوئی ساماں کیجیے — لالہ زار [illegible] چمنستاں کیجیے
خضر کو سالک آب زر مرجاں کیجیے — لعل کے واسطے تسخیر بدخشاں کیجیے
وقت ہے یہ ہی انجمن گردوں کا — کہ شفق پر بھی ارادہ ہے مرا انجموں کا
اور کاغذ کا تو ہم نے عجب انداز کیا — پردہ چشم کو قرطاس خدا ساز کیا
کھینچی تصویر اسے جلوہ گہ ناز کیا — چوم لوں کاغذ میں اپنے عجب اعجاز کیا
شعلۂ طور کا کاغذ پہ کھینچا نقشا ہے — خاک انگارہ [illegible]
کیوں نہ سو جاں سے ہو گلزار بہار [illegible] — محو رنگینی تصویر سراپا ہے نبی

یہ وہ صورت ہے کہ دیکھی نہ سنی ایسی کبھی
تھی یہی شکل مقدس کہ ازل میں جو کھنچی
ناز سے خامۂ قدرت نے کما وا دیے ہیں
اور تصویر یہ بول اٹھی کہ اللہ رے ہیں

کیسی تصویر کہ ہے صبح بہار امکاں
کیسی تصویر کہ ہے آئینہ پرداز جہاں
کیسی تصویر کہ ہے لوح و قلم نور افشاں
کیسی تصویر کہ ہے کلک مصور نازاں
کیسی تصویر کہ سب صل علیٰ کہتے ہیں
کیسی تصویر کہ سب جل و علا کہتے ہیں

کیسی تصویر جسے کھینچ کے نقاش ازل
خود لگا کہنے کہ ہر وصف میں ہے تو افضل
تیری صورت سے کھلے معنیٔ قل و دال
انبیا شرح مفصل ہیں تو متن مجمل
اور ہیں نور بشر تیرے سامنے انجم ہیں یہی
تو ہے شمس تصویر ہیں تو سب ہیں قطبی

تو ہے داؤدؑ نغم تو ہے سلیمانؑ خاتم
فکر تجھے ہے تو ذکر زکریاؑ ہر دم
خلعت خاص خلیلؑ و برکات آدمؑ
شکر یعقوبؑ و صبر دل ایوبؑ بہم
حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

بولے جبریلؑ کہ تجھ پر ہوئی ختم تکمیل
آدمؑ و نوحؑ کے بخشے تجھے اوصاف جمیل
خضرؑ و الیاسؑ کا رتبہ شرف اسمٰعیلؑ
اور سوا اس کے بھی اے سرو قد باغ خلیلؑ
حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

دیں پکارا کہ مرے گھر میں اجالا کر دے
طالع خفتہ کو ہم چشم زلیخا کر دے
مثل مردہ کے پڑا ہوں مجھے زندہ کر دے
دستگیری مری فرما مجھے برپا کر دے
حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کنویں جھانکا کروں کنعاں کے تو سودا ہے مجھے
طور پر جاؤں تو ناحق کا بھٹکنا ہے مجھے
خبط ہے گر سر اعجاز مسیحا ہے مجھے
سچ تو یہ ہے کہ ترے گھر میں کمی کیا ہے مجھے

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

واہ تصویر ہے بس حق کی قسم یہ تصویر
ہے دل و جاں رسل فخر امم یہ تصویر

بسکہ آئینۂ وحدت میں ہے ضم یہ تصویر
عالم نور ہے سر تا بقدم یہ تصویر

سایہ زیبا ہی نہ تھا آپکے قامت کیلئے
روشنائی تھی یہی نور نبوت کیلئے

چشم محبوب حقیقت نور کا اک پتلا ہے
سایۂ حق وہ سر شہر رسالت پہ ہے

اسکے قامت کو بھلا سایہ مناسب کیا ہے
سچ ہے محبوب جو لاثانی ہے وہ یکتا ہے

لاکھ عاشق ہوں مگر مثل محبوب نہیں
ظل حق ہو تو ہو پر ظل نبی خوب نہیں

قد کے اوصاف رکھو یاد تم بھولو نہ ذرا
سجدہ سہو نہیں ایسی عبادت میں روا

آپ آئینۂ باطن سے وضو کر کے ذرا
اتنی وسعت کرو نیت صادق سے سوا

اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تعظیم و ہم طاعت سے
یہی تکبیر ہیں عشاق کی قد قامت سے

عرش پر کرسی بچھا کے ہے سر فرق زیبا
آپ یہاں آئے یہ مضموں ہے کہ وحی پوچھے

اے فلک فکر یا اندازہ ہمت ہے بجا
تو و طوبیٰ و من و قامت محبوب خدا

قد بے سایہ پہ سر چشم تمنا میں ہے
سایۂ طوبیٰ تو تہ عالم بالا میں ہے

راستی جوہر آئینۂ ایماں ہے والا
کہدے ایمان سے کہ وہ قد ہے الف ایماں کا

دیکھے دونوں الف اس کے تو کھلا یہ نکتہ
ایک احمد کا الف ایک احد کا ٹھہرا

سر سماں حدوث و قدیم اول کو عبور
دوسرا وادی ایمن میں ہے شمع سر طور

سر اقدس ہے حباب لب دریائے قدم
درۃ التاج ہے اس بحر کا یہ قطرۂ نم

میم احمد کا ہے دامان احد سے منضم
یوں حدوث اور قدم آ کے ہوئے ہیں باہم

قطرہ بگریست کہ از بحر جدائیم ہمہ
بحر بر قطرہ بخندید کہ مائیم ہمہ

گوشۂ بینی کو یہی دیکھ کے سب کہتے ہیں — قطبِ صاحبِ انفاس یہاں رہتے ہیں
بینیِ اقدس شاہنشہ عالی منظر — آب آئینۂ رخسار کی موجِ انور
خوبروئی کا بلندی پہ ہمایوں اختر — یوسفِ حسن کا معراج ہے یا پیشِ نظر
صفحۂ خدِّ مبارک پہ الف بینی ہے — دیکھنا عارضِ انور کا خدا بینی ہے
صورتِ چشمۂ کوثر ہے لبِ جاں پرور — نخل پایا اسم وہ بینی ہے لبِ کوثر پر
شاخ اس نخل کی ابروئے حنا باطہر — اور اس شاخ میں عنابِ مبارک ہیں ثمر
دل عشاق اسی کے سایہ میں قسم لیتا ہے — نور ایمان اسی سایہ کے قدم لیتا ہے
چشمۂ مہر سے اس بحر میں آب رونق ہے — شقِ مہ تاب انگشت قلم سے شق ہے
وصفِ رخسار ادا کرنے کا مجھ پر حق ہے — آئینہ رخسار سحر سامنے جس کے شق ہے
مطلعِ صبح بیاضی ہے کہ نورانی ہے — حسن مطلع پہ گر فرد ہے لاثانی ہے
روبرو آئے جو آئینہ تو آ کب سکتا ہو — شمع کے گل ہوویں اور جائیں جو کچھ دعوے رکھتا ہو
شامت آجائے جو خورشید کو یہ سودا ہو — شمع ہو جائے قمر حسن پہ گر بھولا ہو
حشر برپا ہو جو کنعانی مقابل آئیں — شرح پہ سورۂ یوسف کو ملک لیجائیں
روبرو جلوۂ خورشید کے سایہ کیا ہے — سامنے شمعِ منور کے اندھیرا کیا ہے
عاقلو غور سے دیکھو کہ یہ نکتہ کیا ہے — آئینہ ہوتے ہیں بھلا آپ کے تشبیہ کیا ہے
کوئی تدبیر تو پڑھنے کی سجا ہی نہ رہی — نور رخسار سے حرفوں میں سیاہی نہ رہی
لبِ جاں بخش کی تشبیہ دمِ عیسیٰ سے — دینے دم دیتے رہے گرچہ مسیحا بھی مجھے
آبِ حیواں نہ کہا خضر نے گو چھینٹے دیئے — آب قطرہ گئے خورشید کے چھوٹے شوشے
کہوں یاقوت تو وہ باتیں یہاں پاتی نہیں — لعل سمجھوں اسے آنکھیں میری ٹھہراتی نہیں

فکر دست دزدنداں میں کٹا سارا دن
رات بھر تارے ہی گنتے رہے بیٹھے محسن
جسکی تشبیہ نہ ہو اُس کی صفت کیا ممکن
یوں تو ثابت ہے کہ سیارے ہیں روشن لیکن
غور سے دیکھئے نوشہ کے یہ چھالے ہیں
یا لب ساغر افلاک کے تبخالے ہیں

قطرہ جب سائل تشبیہ ہوا دور و کر
آیا دامن میں لئے گرد یتیمی گوہر
پانی پانی میں ہوا جوش مروت سے مگر
مصحف تازہ طبیعت کھلے یوں دل پر
کہ دیں قطرۂ سائل لم لا تنہر نیست
در پئے تشنۂ یتیم آیۂ لا تقہر نیست

اک تبسم سے کلید در جنت ہے عیاں
ہوئے مفتاح کے دندانہ تشدید عیاں
نامۂ بخشش امت ہے جو حضرت کی زباں
لفظ اللہ سراسر ہے سلک دنداں
نامہ لطف و عطا لب و دہن ہے سطر زر دو نخوا
ہے الف لام پہ تشدید لب [illegible]

اے سخنداں کئے اسرار دہن کس نے بیاں
رہ گیا خاک میں چشمۂ آب حیواں
پہنچے ہیں حقہ گوہر کے جگر تک دنداں
لبریز یاقوت میں ہے آتش حسرت کا دھواں
رنگ غنچہ کا اڑا گل کی تعلی چھوٹی
منہ پہ پستہ کے ہوائی یہ ہوائی چھوٹی

کوئی کہتا ہے کہ اس کو شکرستاں کہئے
کوئی کہتا ہے ملاحت کا نمکداں کہئے
خضر بولے کہ اسے چشمۂ حیواں کہئے
اور سلیمان نے کہا خاتم یزداں کہئے
ہر جگہ شہرہ اُس کا لقب تازہ کیا
حق تعالیٰ نے اسے صاحب آوازہ کیا

غنچے نے پیش کئے گرچہ ہزاروں مضمون
گفتگو اس میں ہے بولی مری طبع موزون
پس شگاف قلم صنع اسے کیوں نہ کہوں
جس سے ظاہر ہوا سر خفی کن فیکون
شعرا نے اسے کیا جانئے کیا کیا سمجھا
اسم اعظم کا مگر ہم نے معمّا سمجھا

ریش مرسل کو نبوت کا رسالہ کہئے
کشش خط شکست دل اعدا کہئے

ہاتھ آیا ہے جو کاغذ تو یہ حسرت ہے ابھی — نہیں چلتا ہے لگی پائے قلم میں مہندی
پھر پڑا تو ہے ادب آ کے شگوفے بیٹھیں — فکر عالی کے فرشتے بھی دو زانو بیٹھیں

دیکھئے کیا اسے شمشاد و صنوبر سے مثال — چمنستان ارم اسکے قدم سے ہے نہال
سرو جنت سے نکل آئیں پئے استقبال — کہے سبزہ کہ مجھے شوق سے کیجئے پامال
شاخ بلبل کے سر راہ بچھائیں گل چشم — فرش فردوس کا قالی ہو تو ہو بلبل چشم

شور ہے عالم بالا پہ قد رعنا کا — سر افلاک ہے فدیہ قدم والا کا
ساق ہے نخل تمنا ملا اعلیٰ کا — خاک پا غازہ ہے حوروں کے رخ زیبا کا
رکھدیا آپ نے جس فرش پہ ہو بار قدم — پر فلک کیا پایۂ عرش سے بھی اونچا قدم

بزم میں تذکرہ پائے نبی گر آن پائے — شمع کو رشک سے جلجائے گر سر تو اٹھائے
ناخن پا جو ذرا عقدہ کشائی پہ آئے — گرہ ابروئے خوباں کی حقیقت کھل جائے
ماہ نو گر کہیں ہمچشمی کا خمیازہ کرے — ناخن چشم فلک میں خلش تازہ کرے

لو مبارک ہو قدمبوسی حضرت محسن — کس کو ہوتی ہے نصیب ایسی سعادت محسن
اب نہیں باقی ہے کچھ خواہش ہمت محسن — آرزو اتنی ہے بس روز قیامت محسن
سر کے بل جاؤں جو نقش قدم سرور پر — صاف محشر کی زمیں کہہ لوں اٹھا کر سر پر

ہے یہ امید کہ جب گرم ہو بازار نشور — یوں کہے بادشہ بارگہ عالم نور
لو سراپا ہمیں تم دو عوض حور و قصور — میں کہوں واہ مجھے یہ نہیں ہرگز منظور

مفت حاضر ہے مگر اسکی یہ ترکیب نہیں
کھوٹے داموں بکے یوسف کی یہ تصویر نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حال ولادت صبح اکرم　سنہ ۱۲۸۹ ہجری نبوی صلعم　صلی اللہ علیہ وسلم

۸۴۲　　۴۴۷

مثنوی صبح تجلی

بیضاوی صبح کا بیان ہے　　تفسیر کتاب آسمان ہے
ہے خاتمۂ شب دل افروز　　دیباچہ نگار نسخۂ روز
آثار سحر ہوئے نمایاں　　سیپارہ لئے ہوئے ہے دوراں
واللیل کو ختم کر چکا ہے　　آمادۂ دور والضحیٰ ہے
عنوان فلک ہے در منثور　　لوح زریں سورۂ نور
اطراف بیاض مطلع صاف　　والفجر کے حاشیہ پہ کشاف
معمورۂ دہر نا بیاباں　　ہم طالع کشور بدخشاں
ہر دشت ہے مثل وادیِ ایمن　　ہر کوہ برنگ طور روشن
عالم میں ہے آفتاب تاثیر　　آب حلب و ہوائے کشمیر
جزدان سپہر میں ہے پنہاں　　مشکوٰۃ شریف مہر تاباں
آنکھیں نظارہ کی طلبگار　　نظارہ کا بخت خفتہ بیدار
منظور ہے حسن کا تماشا　　ہر دیدہ ہے دیدۂ زلیخا
ہے شرق سے غرب تک پریشاں　　نور عینین پیر کنعاں
وہ سورۂ یوسف تجلی　　یہ مطلع مصر کی عزیزی
پستی کا دماغ آسمان پر　　اوج افلاک مہر گستر

وہ ہے بلغ العلیٰ کی تفسیر / یہ ہے کشف الدجیٰ کی تعبیر

مضمون طلوع صبح صادق / مشہور روایت مشارق

موقوف حدیث شب کی تصحیح / رکھ دیجئے طاق پر مصابیح

ظلمت کا چراغ بے ضیا ہے / انجم کا ستارہ ڈوبتا ہے

مہتاب کی چاندنی ڈھلی ہے / مریخ کی سمت مشتری ہے

روپوش دبیر چرخ اخضر / ظلمت کا سیاہ کر کے ابتر

اہل مد کہکشاں ہے مفرور / پروانہ نویس شمع کافور

زہرہ کا سفید ہو گیا رنگ / نظم پروین کا قافیہ تنگ

ہے شکر سپہر رات بھر کی / کیا بات ہے مطلع سحر کی

پر مطلع صبح صادق استاد / از دیدہ نوشت صاد بر صاد

ہے وقت اخیر شب تلا تھا / الواح زبرجد فلک کا

ہنگام سپیدۂ سحرگاہ / ہیں سامعات میں ورد شب کی اللہ

یہ فجر صادق البیان ہے / تکبیر احسن الزمان ہے

کیفیت وحی میں ہے بلبل / ہے وقت نزول مصحف گل

سبزہ ہے کنار آب جو پر / یا خضر ہے مستعد وضو پر

نوبت ہے صدائے قمریاں کی / طیاری ہے باغ میں اذاں کی

تکبیر کا غل اٹھا ہے / قد قامت سرو ہو کھڑا ہے

اک شاخ رکوع میں گئی ہے / اور دوسری سجدے میں جھکی ہے

سوسن کی زباں پہ مناجات / پیاری لب جو پہ التحیات

تسبیح شگوفہ یا مصوّر — تحریر تماشا کہ رب اکبر
کھلی ہوئی لوٹے گل چمن میں — اور صلّ علیٰ کا غل چمن میں
غنچے میں ہے خامشی کا عالم — یا صوم سکوت میں ہے مریم
کیاری ہر ایک اعتکاف میں ہے — اور آب رواں طواف میں ہے
پابند زکوٰۃ نامیہ ہے — کانٹا زر گل کو لوٹتا ہے
لایا یہ حج ہر صبا رنگ — نافرماں ہو رہا ہے چھپ کر رنگ
سالک ہے چمن میں نہر جیحوں — مجذوب ہے شاخ بید مجنوں
ہے صوفی صاف دل صنوبر — تحریک نسیم حالت آور
ہر تخم بخلوت آرمیدہ — ہر ایک ثمر خدا رسیدہ
ابدال ہیں برگ و نخل اوتاد — ہے نخل العبد سرو آزاد
خدمت میں بہار کی صبح ہے — سبزہ سنبل کا بالکا ہے
سجادہ بدوش لالہ یکسو — یکسو شب زندہ دار شب بو
ہے استغراق نیلوفر کو — پاس انفاس ہے سحر کو
سیتی جو زبان خار پر ہے — نرگس کی نگاہ میں اثر ہے
وحدت ہے چمن میں مغز تا پوست — صادق ہے بہار پر ہمہ اوست
غنچہ نہ رہا تو گل ہوا ہے — واصل ہے جسے یہاں فنا ہے
کہتا ہے اشارۃً صبا لو — موتوا من قبل ان تموتو
خرقہ ہے نصیب یاسمن کو — عمامہ ملا ہے نارون کو
پیرایۂ نو [illegible] سوسن ہے — سلطان مشائخ چمن ہے

عطارِ شمیمِ گلستاں کی ہم مرتبۂ فرید بوئی

پھولوں میں ہے یوں گلاب خوش آب جیسے قطبوں میں قطب الاقطاب

کیوڑا گلزار پُر فضا میں غوث الثقلینؒ اولیا میں

ہر شمع خموش فکر میں ہے ہر طائر شوق ذکر میں ہے

سوزش میں قلندرانہ قمری اور چشتی سبز پوش طوطی

ہے خواجہ نقشبند ذی جاہ طاؤس علیہ رحمۃ اللہ

ہر کبکِ دری خلیل آذر ہُد ہُد نام خدا پیمبر

اعجاز نسیم صبحدم ہے انفاس مسیح کی قسم ہے

عالم میں وہی ہوا ہے چلتی جو صبح الست کو چلی تھی

تنزیہہ ہے مست نغمۂ ہو ہنگامۂ لا الٰہ ہر سو

با شان و شکوہ جلوہ فرما شاہنشہ تخت گاہ الّا

سامانِ ظہور کی ہے تمہید قدرت پہ ہو رہی ہے تاکید

فیض روح القدس عیاں ہو افشائے رموز کن فکاں ہو

آئینۂ ہو چار سوئے عالم لبریز تجلّیات پیہم

ہر قطرہ ہو جو مثال بحر و بر ہر ذرہ ہو آفتاب پیکر

وہ شان ہو آج رنگ و بو کی مصداق ہو جلّ شانہ کی

لو ہم نے حباب کو عطا کی آب حیواں کی میر بحری

فرمان بقا کے مستند ہوں احکام فنا کے مسترد ہوں

کثرت وحدت میں ہو کے فانی حاصل کرو عمر جاودانی

مہمان حدوث کا قدم ہو — امکان پہ وجوب کا کرم ہو
سبزی تازہ روپ دکھلائے — ہر شاخ خمیدہ راست ہو جائے
اسرافیل اپنی صور لائیں — پھر رنگ رمیدہ کو جمائیں
عزرائیل آپ کریں نہ دورا — تا کار روکے رہیں عدم کا
اللہ اللہ کیا سماں ہے — ہر شے کو حیات جاوداں ہے
سرسبزی ہے باغ میں جناں کی — آمد ہے بہار بے خزاں کی
لوح و قلم ادیب تقدیر — محو خط نسخ عالم پیر
ایام کا بخت پھر جواں ہے — پھر عہد شباب آسماں ہے
ہستی و عدم میں ایک لے ہے — لا شے کے بھی لب پہ آج نے ہے
کیفیت خرمی سے مسرور — رنگیں طبعان محفل نور
رضواں نے کہیں سبیل رکھی — ہر کوزۂ سلسبیل رکھی
طیار کئے بحکم باری — میکائیل یک طرف نہاری
آئے لئے ساغر و صراحی — کوثر سے کھچی ہوئی صبوحی
گلدستے بہشت کے بنائے — جبریل درود پڑھتے آئے
بیٹھے ہوئے وہیں خوشی سے پھولے — غلمان لئے ہار حور گجرے
خاکہ ہے زمین و آسماں کا — نقشہ ہے مکاں میں لامکاں کا
گویا اتر آئی ہے زمیں پہ — بینا بازار چرخ اخضر
نازل ہوئے عرش سے فرشتے — سب حی علی الفلاح کہتے
حاضر ہوئی روح پاک آدم — دوران نے کہا کہ خیر مقدم

ہم رنگ ارم زمانہ بشگفت   طوبیٰ لک یا آیا البشر گفت

انوار ہیں نوحؑ کے نمایاں   یا ابر کرم کا جوش طوفاں

رحمت کے لباس میں چپ و راس   شیثؑ و ادریسؑ و خضرؑ و الیاسؑ

یمن و برکت لئے ہیں موجود   ہارونؑ و شعیبؑ و صالحؑ و ہودؑ

خاتم پہ لکھے ہوئے سلیمان   نقش تسخیر جن و انسان

بسم اللہ صاد صبر ایوبؑ   الحمد کتاب شکر یعقوبؑ

یوسفؑ مع عزت و مناصب   یونسؑ مع ماہی و مراتب

داؤدؑ لئے زبور پہونچے   موسیٰؑ مع شمع طور پہونچے

کعبے میں خلیلؑ کا ہے جلوہ   بت کرنے لگے خدا کا سجدہ

اسحاقؑ مع ذبیح آئے   لقمان مع مسیح آئے

تھے حسن فروش جلوہ مشتاق   ارواح کے ساتھ ساتھ اخلاق

انواع محاسن و کمالات   اقسام صفات و عمدہ حالات

جو کچھ اب تک ہوا ازل سے   ہونے والا ہے جو کچھ آگے

ہر نکتہ جانفزائے ناسوت   راز ملکوت و سر لاہوت

توحید کی شان راست بازی   تجرید کی وضع بے نیازی

استغنا ہم رکاب تسلیم   اقبال کے ساتھ تخت و دیہیم

دانش دانائے سر مکنون   سرمایۂ نازش فلاطون

وہ نظم فصیح جس کا سحباں   طفل نا خواندہ دبستاں

وہ دولت و جاہ روز افزوں   جس کے بندے ہزارہا فریدوں

حاتم کا وصف جود کامل — عدل انوشیرواں عادل
حکمت مفتاح قفل مقصود — علم آئینہ وجود مسعود
ہر گوہر قلزم ولایت — ہر نیّر مطلع ہدایت
صدیقؓ کا صدق و استواری — عثمانؓ کا حلم و بردباری
آوازہ عمرؓ کی صاحبی کا — اور دبدبہ مرتضی علیؓ کا
ریحان بہشت روح پرور — خلق حسنؓ شگفتہ منظر
رنگینی لالہ زار ایمان — جانبازی سید شہیداںؓ
آثار مجاہدین ابرار — انوار مہاجرینؓ و انصارؓ
مقبولی بایزیدؓ و ادہمؓ — محبوبی خاص غوث اعظمؓ
عرفان ابو سعید و کرخی — روشن دلی جنیدؓ و شبلیؓ
گستاخی عاشقان مغرور — رسوائی دار و گیر منصورؓ
عشق آفت عاشقان جانباز — حسن آئینہ تجلی ناز
مجنون و ہجوم حسرت دل — لیلی مع ساربان و محمل
القصہ یہ دیکھ کر تماشا — حیرت ہوئی آ کے جلوہ فرما
کہتی ہوئی کیا ہے آج ساماں — کھلتا نہیں یہ کچھ سر پنہاں
خورشید فلک کے سائباں میں — یوسف ہے غبار کارواں میں
خلوت گہ حسن ہے زمانہ — اور جلوۂ صبح شاہدانہ
ڈوبے ہوئے رنگ میں چمن کے — نکھرے ہوئے روپ میں دلہن کے
خورشید ظہور کا شرف ہے — معراج نظر کو ہر طرف ہے

مظہر کا خطاب میرزا ہے — منظر کا لقب ابو العلا ہے

شبنم کو دم فلک مآبی — مٹی میں کمال بوترابی

ہر قطرہ میں آب و تابِ گوہر — ہر موج شعاع مہرِ انور

آفاق میں ہے تجلیٔ نور — یا شانِ نزولِ جلوۂ طور

کرتا ہے فلک سجود پیہم — مائل بہ زمیں ہے عرشِ اعظم

اونچی ہوئی یہ مکاں کی کرسی — سب کھل گئی لامکاں کی قلعی

مرکز کو چلی گئی ہے کیا نار — آتشکدے گل ہوئے جو یکبار

پانی طوبیٰ کی جڑ میں پہنچا — جو خشک ہوا ہے بحرِ ساوا

ہے خاک کی طرح میں روانی — جو دشتِ سماوہ میں ہے پانی

چلتے ہیں یہ کس ہوا کے جھونکے — ہوش اڑتے ہیں جن سے کاہنوں کے

باندھا وہ قضا نے لعن کا لام — ابلیس کی فوج میں ہے کہرام

ہیبت سے سکوت ہر دہاں ہے — بتخانوں میں شورِ الاماں ہے

کس کی شوکت کا زلزلہ ہے — قصرِ کسریٰ جو ہل رہا ہے

ہے کس کو خطابِ ایزدِ پاک — لولاک لما خلقت الافلاک

گم نورِ وجود میں عدم ہے — آغوشِ حدوث میں قدم ہے

ہے فرش پہ عرش کی تجلی — کہتے ہوئے لا الٰہ غیری

ہے قبلہ ہر ایک سمت پُر نور — ہر بیت ہے مثلِ بیتِ معمور

ہر نقش کمال کا سزاوار — ہر چیز میں عقلِ کل کے آثار

کیا رنگِ قبول جلوہ گر ہے — ہر گل پہ ہزار کی نظر ہے

ہے چاندنی ایک ماہ پیکر — سورج کبھی آفتاب انور

اورنگ نشین باغ ہے گل — اور ہفت ہزاریوں میں بلبل

ذی حشم خزانہ اشرفی ہے — صد برگ کا علم پانصدی ہے

عباسی کو دعوے فتوت — داؤدی کو شبہہ نبوت

ہر دانہ ہے عابد سحر خیز — ہر ذرہ ہے خاک شمس تبریز

القاب نسیم دامن دشت — مخدوم جہانیاں جہاں گشت

خالق کا کرم ہے فیض گستر — بخشش کا صلا ہے عام گھر گھر

روئے حسنات سوئے اخیار — چشم رحمت سوئے گنہگار

ہے فکر میں عابدوں کی طاعت — محسن کی تلاش میں شفاعت

جیسی اس دن سحر ہوئی ہے — ایسی کبھی پیشتر ہوئی ہے؟

ایں نسخہ چہ انتخاب دارد — ایں صبح چہ آفتاب دارد

ناگاہ بجلوۂ عبارت — پیدا ہوئی غیب سے بشارت

یہ صبح سعادت جہاں ہے — نوروز بہار جاوداں ہے

مفتاح خزینہ ہائے اسرار — مصباح تجلیات انوار

ہے بدر کمال اوج تشبیہ — لبریز جمال مہر تنزیہ

نازل ہے زمیں پہ کبریائی — بندے کے لباس میں خدائی

اس وقت دیار میں عرب کے — مطلع سے تجلیات رب کے

برج شرف قریشیاں میں — اور ہاشمیوں کے خانداں میں

کعبے کی زمین نامور سے — اور عبدالمطلب کے گھر سے

اسلام کا آفتاب چمکا — بے پردہ و بے نقاب چمکا
پیدا ہوئے سرورِ دو عالم — پیدا ہوئے فخر نوحؑ و آدمؑ
محبوبِ خدا نبیِ مرسل — صبح دو میں روزِ اول
شاہنشہِ انبیا محمدؐ — تاجِ سرِ اصفیا محمدؐ
پیدا ہوئے حضرت پیمبرؐ — صبحِ قدرت کے سعدِ اکبر
واللیل اشارتے ز مویش — والشمس عبارتے ز رویش
خورشید سپہر دین محمدؐ — نورِ عین الیقین محمدؐ
پیدا ہوئے قبلۂ طریقت — پیدا ہوئے کعبۂ حقیقت
مقصودِ ازل اجل و اعلیٰ — منظورِ حضورِ حق تعالیٰ
سلطان فلک حشم محمدؐ — مہرِ عرب و عجم محمدؐ
پیدا ہوئے پادشاہ ذیجاہ — آرائشِ تختِ لی مع اللہ
عینِ عرفان و مردمِ عین — ابروئے جبیں قاب قوسین
جان و دلِ مرسلین محمدؐ — روحِ روحِ الامین محمدؐ
پیدا ہوئے خاتم النبیین — مہرِ عرفانِ عز و تمکین
با میم احمدؐ احد بلا میم — شایستۂ صد صلوٰۃ و تسلیم
گنجینۂ اصطفا محمدؐ — آئینۂ حق نما محمدؐ
محو رضواں حق روانش — آل و اصحاب پیروانش
کیفیت وجد میں ہے آپ ذوق — کہتا ہے خطیب خامۂ شوق
ہے ذکر ولادت پیمبرؐ — اعلیٰ اولیٰ اہم و اکبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخمس نعتیہ

تاریخ قصیدہ از مصنف قصیدہ
ابیات نعت سنہ ۱۲۷۳ھ

تاریخ مخمس از مصنف خمسہ
مخمس نعتیہ سنہ ۱۲۷۵ھ

یہی بسم اللہ[1] آزادی ہوں سر پہ تاج ہے مد کا   الف آزادگی کا راست نقشہ ہے مرے قد کا
تجرد تختۂ اول ہے میرے مشق بے حد کا   مٹاتا لوح دل سے نقش ناموس اب و جد کا
دبستان محبت میں سبق تھا مجھکو ابجد کا

کہیں کو بے خطا مارا ہے اس نے تیر مژگاں سے   کہ آیا جوش میں طوفان خجالت آب پیکاں سے
پریشانی عیاں ہے سر بسر کیوں زلف جاناں سے   الٰہی کس کے غم میں نکلے آنسو چشم فتاں[2] سے
کہ عطر فتنہ میں ڈوبا ہے رومال اس بہی قد کا

یہ بیدرد حسن صاف تک تھی ساری مشتاقی   گیا وہ دور اب ناز فلک کیوں ہے تیغ ناچاقی
یہ ٹھنڈی گرمیاں کچھ چھوڑ کچھ انصاف کر ساقی   کہاں ہے آتش یاقوت لب میں وہ بھڑک باقی
کہ خط سبز نے چھینٹا دیا آب زمرد کا

صف اغیار ہے مجلس نشیں پہلوئے قاتل میں   کوئی کہدے کہ مجھکو کیوں یہ فشار رکھتا ہے کل میں
یہی تعزیر دی اتنی تو ہو میری جگہ دل میں   کنارے پر بٹھالے مجھکو ظالم اپنی محفل میں
گنہ شوق بے حد سے جو میں ہوں مستحق حد کا

---

[1] این تاریخ صنعت زبرینہ است کہ اعداد آں بدیں طور گرفتہ شوند الف با یا و الف
تا ۱۱۱ ۱۴ ۵۱۲ نون عین تا ۱۰۸ ۵۳۱ سنہ ۱۲۷۳ھ ۱۲

[2] اشک چشم فتاں با عطر فتنہ لفظ مناسبت تمام دارد ۱۲

قلم رکھدے قلم کر اپنے دونوں ہاتھ خنجر سے   سراپا اُس کا تو کھینچیگا سر توڑ اپنا پتھر سے
چلا ہے کھینچنے اُس قد کو کیا قمری کے شہپر سے   بنایا خامہ مو کو ہمارے دستِ لاغر سے
کھنچا لیکن نہ دامن آہ مصور اُس سہی قد کا

کیا گو صفحۂ تصویر دل کا آئینہ تو نے   مگر جلوے نہ دیکھے اُس میں عکس روئے تاباں کے
نہ کھینچی خال کی رنگت سوادِ چشم حل کر کے   بنایا خامہ مو کو ہمارے دستِ لاغر سے
کھنچا لیکن نہ دامن اے مصور اُس سہی قد کا

یہ اسبابِ جفا مٹ جائیگی نقشِ فنا ہوکر   کمند اے ترک رہ جائیگی آہِ نارسا ہوکر
کمان بل کھائیگی اوتریگا چلہ کس ہوا ہوکر   اُڑینگے چٹکیوں میں تیر ترکش سے جدا ہوکر
ہمارے بعد ہے اللہ تیرے ظلم بے حد کا

زبانیں خلق کی میرے سنبھالے کب سنبھلتی ہیں   کلیجے پر برابر برچھیاں طعنوں کی چلتی ہیں
نئی عادت جو ڈالی کب یہ باتیں ہمکو کھلتی ہیں   تجھے تم تجھ سے کیوں کہتے ہیں باتیں نہیں نکلتی ہیں
تمہارے پردے میں عالم ہے ذوالقرنین کی سد کا

خبر آنے کی تھی پیغامِ اجل کا جانِ مضطر کو   الف آسا بنایا لاغر اتنا جسمِ لاغر کو
مٹایا یا طبیعت نے یک قلم ہستی کے دفتر کو   ہوا میں ناتواں سُن کر صدا اٹھ پائے دلبر کو
مجھے کھٹکا تھا مثل ہمزۂ وصل[1] اُسکی آمد کا

جو فکر شعر کی موج آگئی صحرائے وحشت میں   گیا جی ڈوب ڈوبے اس قدر دریائے حیرت میں
درِ معنی نہ پایا اور کوئی جوشِ رقت میں   لکھے رو رو کے مضموں بیکسی کے دشتِ غربت میں
زمینِ شعر پر عالم ہوا دریا بر آمد کا

---

[1] ہمزۂ وصل از اتصال لفظ سابق ساقط میشود ۱۲

دکانِ حسن جسکی بندہ ہے وہ امِ خلقت ہے　　تہِ محراب ابرو سجدہ آب علین عبادت ہے
خریداری تری جاں بیچکر حکم شریعت ہے　　ترے بازار میں ایماں فروشی رکن طاعت ہے
دم سودا بنا سنگ ترازو سنگ اسود کا

ترے آگے زمیں میں گڑ گیا سرو چمن واللہ　　خراماں تو ہوا ایک دن رہی بھولا چلن واللہ
غضب کیسی بلا شوخی قیامت بانکپن واللہ　　تری کیا بات ہے ایسے شاہد پاک سخن واللہ
عجب انداز ہے ناز و ادا کا چال کا قد کا

ترا کلمہ پڑھیں کیونکر نہ خوبان جہاں یکسر　　نہیں ہے تجھ سا کوئی قاف تا قاف اے پری پیکر
گرا نظروں سے حسن او خطان بیروز بیرہو کر　　مقابل تیرے سو طرف آتے خوبان نگاریں پر
ادا و ناز میں موجد ہے تو طرز مجدد کا

مری باریک بینی یا کمر کا تیری مضموں ہے　　مری رنگیں بیانی یا ترا رخسار گلگوں ہے
مری سحر آفرینی یا تری آنکھوں کا افسوں ہے　　مری طبع رواں ہے یا تری رفتار موزوں ہے
مرا مصرع ہے یا سیدھا سا مضموں ہے ترے قد کا

مخمس تیری پانچوں انگلیوں کا ایک خاکہ ہے　　رباعی چار ابرو کا مقرر سادہ نقشہ ہے
جو رنگیں قطعہ ہے یاقوت لب کا ایک ٹکڑا ہے　　تری زلف سیہ کا شعر اک ادنےٰ سا لٹکا ہے
کرشمہ ہے غزل تری غزال چشم اسود کا

ترانے بلبل شیراز کے دلکش نہ ہوں کیونکر　　کہ تیری بوستان حسن ساری ہے اسے ازبر
بہار رنگ قبول ایسا کہ مشعل لالہ احمر　　لکھا سو جان سے دیباچہ گلستاں کا سویدا پر
تصور جسکے دل میں خال خال آیا ترے خد کا

جو ایمان ہو سراپا مصحف ناطق تجھے سمجھے　　ہوئے ہیں معنی والشمس روشن پر تو رخ سے

سوادِ زلف سے حل ہو جو اللیل کے عقدے　　یعنی[1] افتتاح سورۂ صاد آنکھ کو کہیئے
جو ابرو کے کشیدہ ہیں ہے نقشہ صاد کی مد کا

مضامیں شوخ چشم فتنہ گر کے فیض سے دیکھے　　ہوئے ہیں ماخذ رنگیں بیانی لعل لب تیرے
سر منہ سے ترے لب ستہ نکتے یک قلم نکلے　　نکالی چیستاں چوٹی کی گیسوے مسلسل سے
معما نام رکھا ہے ترے موئے معقد کا

شب معراج کا مضموں ملا آنکھوں کے کاجل سے　　ہوئے حل معنی مازاغ چشمان مکحل سے
مری فکر رسا بڑھ کر جو الجھی خط اول سے　　نکالی چیستاں چوٹی سے گیسوے مسلسل سے
معما نام رکھا ہے ترے موئے معقد کا

سوادِ خطِ ریحاں ہے یہ سنبل زار مو بیشک　　گل مضموں نے پائی ہے گل عارض کی بو بیشک
ہوئی سحر البیانی تیری تحریر گلو بیشک　　یہ سب باتیں ہیں لیکن ہے دہن میں گفتگو بیشک
کریں کیا ہم کہ حق نے منہ نہیں بخشا خوشامد کا

سخنداں غیب داں بھی ہوں تو یہ راز خفی سمجھیں　　مٹائیں جب رقم ہستی کی حال نیستی سمجھیں
سمجھ حق نے جنہیں دی ہے معما یہ ہی سمجھیں　　محل[2] گفتگو میں کیا حساب خامشی سمجھیں
مگر صفر دہاں تنگ اشارہ ہے ندارد کا

دہن کے مدعی ہیں بیخود صہبائے نادانی　　جب آخر لگا یہ نشہ آپ کھینچیں گے پشیمانی

---

[1] افتتاح سورۂ صاد حرف ص خط و در اسم قرآن نوشتن بدیں حرف مذکور صورت مشابہت با چشم و ابرو پیدا کردہ ۱۲

[2] یعنی گفتگو کے محل میں خامشی کا کیا حساب ہے اس سے لازم آتا ہے کہ دہن ندارد ہے اور قاعدہ حساب میں صفر علامت ہے مرتبہ کے ندارد ہونے کی فقط

نہیں اتنا سمجھتے مے کشاں بزم حیرانی دہن[1] ہوتا تو پھر کرتا نہ کیوں پیمانہ گردانی
یہ نقطہ ہو کے مرکز دور میم مدح احمد کا

وہ احمد جسکے پرتو سے ہے دل آئینہ معنی ثنا سے جس کی صندوق جواہر سینہ معنی
مرصع دست کاتب ہیں پری وسفینہ معنی ملا ہے لب کو جسکے وصف سے گنجینہ معنی
زباں نے رتبہ پایا ہے کلید قفل[2] ابجد کا

بٹھا کر صف لصیف چاروں طرف انبوہ قدسی کو چراغاں کی عوض چمکا کے انوار تجلی کو
بنا کر آئینہ فردوس کی ہر اک کیاری کو بچھا کر فرش اطلس کو جما کر عرش و کرسی کو
ازل سے انتظار اللہ کو تھا جسکی آمد کا

خضر تعلیم پائے رہبری جس کے دبستاں ہیں سلامت نوح جسکی جوشش الفت سے طوفاں ہیں
گدا ادریس جس کے کوچہ چاک گریباں ہیں قدم آنے سے جس کے مصر شہرستان امکاں ہیں
ہوا ہے یوسف کنعاں لقب حسن[3] مقید کا

بچھائے آنکھیں جس کے خواب میں آپکو ہر شیدا کیا ہے جس نے داماں شفاعت پردہ عصیاں کا
حمایت پر ہے جس کی امت مرحوم کو تکیا ہمارا خواب[4] غفلت تکیہ گاہ مغفرت ٹھہرا
بروز حشر بن کر خواب مخمل جس کی مسند کا

---

[1] یعنی گر دہن فی نفس الامر موجود می بود نقطہ مرکز دور میم مدح مے شد تا پیمانہ کش ہا کہ از مقتضیات عمد دہن است نصیب مے شد واز نقطہ کہ دور دلالت بر گردش دارد مناسبت پیمانہ گردانی ظاہر ۱۲

[2] قفل ابجد عبارت از دہن ۱۲

[3] مناسبت لفظ مقید با یوسف علیہ السلام ظاہر ۱۲

[4] یعنی خواب غفلت چوں خواب مسند مخمل حبیب خدا گردید مغفرت را تکیہ گاہ شد ۱۲

فروغ اُس سے شریعت کا ہے بیاضِ حقیقت کا — وہی رنگِ رُخِ ناسوت شمعِ بزمِ لاہوتی
وہی ہے رونقِ ظاہر وہی ہے زینتِ مخفی — بیاضِ عارضِ صورت سوادِ گیسوئے معنی
جواہر سرمہ چشمِ گردشِ[1] چرخِ زبرجد کا[2]

عجب صورت سے چمکا اخترِ آئینۂ عالم — صفا پاتا ہے اُس سے جوہرِ آئینۂ عالم
ہوئی خاک قدم حسا کسترِ آئینۂ عالم — جلائے کن فکاں روشنگرِ آئینۂ عالم
سعادت[3] ہے شرف ہے نیّرِ نورِ مجرّد کا

گرادی قیمتِ جامِ شرابِ پرتگال اُس نے — جدا کی ساغرِ افلاس سے گردِ ملال اُس نے
نکالا اپنے مستوں کیلئے کد سے لعل اُس نے — مئے انگوری الفقر فخری کی حلال اُس نے
لڑا ہے جامِ جم سے سنگ مقصود اُسکے مقصد کا

سوا اللہ کے ممنونِ کش اور دستکے توسّل سے — نہ اُس کو کام حشمت سے نہ کچھ مطلب تموّل سے
شہنشہ دونوں عالم کا مگر نفرت تجمّل سے — سرِ ہر جاہ پر فخر اُس کو دیہیمِ توکّل سے
حریمِ نازہی تکیہ خدا پر اُسکی مسند کا[4]

چمک میں ہے رخِ انور کہیں خورشید سے افضل — یہ نقشہ نقشِ ثانی اور نقشِ یوسفی اوّل
شبیہ مصطفٰے ہو کیوں نہ ہر مخلوق سے اکمل — کھنچی ہے رحمتِ یزداں کی گویا شکلِ مستقبل
تعالی اللہ رنگ عارض اُس نورِ مجرّد کا

---

[1] اضافت مقلوب بمعنی کحل الجواہر ۱۲

[2] گردش را با چشم مناسبتے ست ہماں وجہ تشبیہ است ۱۲

[3] سعادت و شرف از صفات نیر و نور مجرد لفظے عام پس معنی بگستاخی نمی کشد ۱۲

[4] مقصد رش فقر بود و شوکت و تجمل شاہانہ شکستن ۱۲

نہیں گو کام عین عام رحمت کو تغافل سے — خصوصیت کی صاد آنکھیں ہیں گر دیکھو تأمل سے
نہ دیکھیں کیوں گنہگاروں کو وہ چشم تفضل سے — ہے تاکید منظور خدا ہے لام کاکل سے
ہوا اظہار دو ابرو سے یک نون مشدد کا[1]

وہ چھوٹ دھیان ہیں کہتے ہیں ہم ہر چند عاصی ہیں — ہمیں ڈر کا ہے جنت گھر ملکیاں انکو نکی ہوتی ہیں
بھولا کر آپکو بولے ہیں طاعت پر جو نازی ہیں — تصور کرنیوالے آپکے بے شبہ ناجی ہیں
بھروسہ ہے ہمیں اللہ کے قول موکد کا

بہت اونچے گئے موسیٰؑ تو کوہ طور تک پہنچے — بہت بلند کیا عیسیٰؑ نے کھینچے چرخ پر چلے
نشانے دونوں تھے اسکے نشانے سے کہیں پیچھے — ہدف ہو ہو گیا زور کمان دار نبوت سے
مقام قاب قوسین آشرا و دنیٰ تھا مقصد کا

ہدف ایسا مقابل شست ناوک کی اگر پائے — کمان کھدے کماندار آپ کھنچکر تا ہدف جائے
تعجب کیا کہ احمد بڑھتے بڑھتے تا احد آئے — کشش تیر قضا در انداز ازل کی زور دکھلائے
کمان ہے حا سے چلہ کیوں نہ تیر ہے میم احمد کا[2]

مدینہ کی طرف جائیں کہ ہم کعبہ کا لیں رستا — نظر آتا ہے ان دونوں گھروں میں ایک ہی جلوا
کہاں ایسا جبہ سائی کیجئے کچھ بن نہیں پڑتا — احد کو کیجئے یا احمد بے میم کو سجدہ
عجب مشکل ہے مضمون ہے مری مفہوم مردد کا

---

[1] یعنی از عارض انوار لفظ الرحمن پیدا شد بدین طور کہ صیغہ مستقبل از رحمت و لام کاکل پیدا ئے لام تاکید و نون مشدد دو ابرو پیدا شد نون ثقیلہ ۱۲

[2] حا با کمان مشابہت دارد و چلہ با میم باعتبار عدد مناسبت دارد و لفظ احمد بصورت وقوع میم در بطن حرف سر حا شکل مقصود پیدا میکند ۱۲

احد احمد میں ایک ان دونوں کا مضمون مطابق ہے — ہر اک انمیں سے ہے معشوق ہر اک انمیں عاشق ہے
نہیں مطلق دوئی کو دخل یہ دعوی صادق ہے — دوئی بھی علتِ حادث ہے محمد نفس ناطق ہے
مفسر ہے یہ جملہ آیۂ [illegible] کا

نبی تھے ہی رتبہ سب ہیں آپ لیکن سب سے برتر ہیں — یہ یہاں اپنے دعوی پہ یکتائی لیے خود چتر
صفی اللہ سے روح اللہ تک جتنے ہیں پیغمبر — ملا نون نبوت سب کو میم عمر کھونے پہ
یہاں گھٹ جا نہیں سکے احد ہوتا ہے احمد[۱] کا

گھٹے اعداد[۲] میم احمدی جب عمر حضرت سے — نبی تو آپ تھے ہی بڑھ گیا پایا نبوت سے
ہوئے ہمنام بار بخت چمکا نور وحدت سے — ہوا رتبہ میں افزوں قاف قلت کا ف کثرت سے
معما پا گئی چشم تامل صاد سے صمد[۳] کا

جو پہنچا موجزن ہو کر تجلی گاہ یزداں میں — بھرے سب قدسیوں نے گوہر مقصود داماں میں
سراپا دونوں عالم غرق ہیں اس بحر عرفاں میں — چڑھا قاف قدرت کا اور اترا کاف امکاں میں
ہے شور اس قلزم گوہر نما کی جذر کا مد کا

دم جنگ آپ نے تلوار کا جب کاٹ دکھلایا — سیہ کاروں نے خوب اپنی سیہ کاری کا پھل پایا
سروں پر ابر شمشیر ہلالی اس قدر چھایا — ہوئی شام آفتاب بت پرستی پہ زوال آیا
مہ نو خوب چمکا بدر میں تیغ محمد کا

ہوا اسکی عداوت کی سمائی جب کسی سر میں — مآل کار بربادی ہی تھی اس کے مقدر میں

---

۱ میم مشدد و حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بظاہر یک میم بجائے دو میم است ۱۲

۲ اعداد میم چہل اند و انبیا بعد گذشتن چہل سال عمر مرتبہ عالیہ نبوت فائز شدہ اند فقط ۱۲

۳ عدد صاد نود است و اگر الف گم شود صمد گردد ۱۲

پھرا جو اُس سے آیا گردشِ قسمت سے چکر میں اوتارا کا سہرا سر بڑھکے ڈورے نے دم بھر میں
بنا چاک اُس سے گو برگشتہ ہو کر فلک مرتد[1] کا

عدو پر بھی عجب انداز سے کرتا تھا وہ شفقت عداوت بھول جاتا تھا نظر آتی تھی جب صورت
یہاں تک پھیلی اُسکے گلشنِ اخلاق کی نکہت عداوت ہوگئی تاثیرِ خلقِ عام سے الفت
سبب ہے شعلہ سیل آبِ شمشیرِ مہند کا

شرارِ برقِ خاطف سے ہوں لٹنے وانہ خرمن چھڑکے پانی تو حق آتشِ سوزاں ہو روغن
کرے بادِ سحر شمعِ سحر کو پھونک کر روشن عجب کیا ہے کہ خوابِ ناز میں سوتی ہے ناگن
نہ کھولے آنکھ اگر چھینٹا نہ دیں آبِ زمرد[2] کا

عداوت یکقلم زائل محبت نقش ہر دل ہے جو قاتل تھا وہ عیسیٰ ہے جو ظالم تھا وہ عادل ہے
کہاں اب پیدا احولِ دوئی ہر شے سے زائل ہے نہیں حیرت کے قابل گر کسو میں ارہ واصل ہے
یہاں ہے یہ لبِ تشدید[3] حرفِ مشدد کا

نبی سے مرتبہ بڑھکر ہے کیا کہیئے نبی اُس کو فضیلت فوق دو انبیا پر حق نے دی اُس کو
خدا کا فضل سو افزوں ہوا جس پر کیا کمی اُس کو وصالِ حق سے حاصل ہے بقائے دائمی اُس کو
یہاں ہے وصل و باقی نتیجہ ایک ہی مد کا

بندھا سامان جسم و روح و قالب کی جدائی کا جگر شق ہوگئے ہنگامہ محشر ہوا برپا
زمیں تھما آسماں عرش و تمکیں پیکر والا پڑا لرزہ زمیں میں جسمِ اطہر جب اسے سونپا

---

۱ لفظ مرتد کہ قافیہ این بیت است با الفاظ مناسب جمع شد ۱۲

۲ حالانکہ آب زمرد قاتل است ۱۲

۳ چہ ارّہ جدا میکند و تشدید کہ صورت ارّہ دارد دو حرف را واصل میکند ۱۲

سکوں کے واسطے نافع ہوا تعویذ مرقد کا

اندھیرا چھا گیا ہر سو غروب مہر انور سے — اوڑھائی آسماں کو نیلگوں چادر اسی غم نے
عزیز مصر کہ تھے مہ کنعاں لٹے تھے — عجب کیا ہے اگر کعبہ لباس ماتمی پہنے
کرے ہم چشمی یعقوب پارہ سنگ اسود کا

غم جانسوز حضرت سے فرشتوں کے ہیں دل پانی — قلم کی سینہ چاکی کچھ نہیں ہے جائے حیرانی
زہے فیض ثواب ماتم محبوب یزدانی — سر پر خامہ سے اس غم میں ہو گر مرثیہ خوانی
قلم کو ہے گماں بازو ملے اللہ کے ید کا

کھنچا سطح زمیں پر جب سے خط روضۂ انور — شعاع مہر کو پرکار کے مانند ہے چکر
ثواب طوف حج پاتے ہیں قدسی گرد پھر پھر کر — شب و روز آسماں ہوتے ہیں قرباں اسکے روضہ پر
کہ ہے نو دائروں میں ایک مرکز کاف گنبد کا

نہیں ہیچ قمر بقعہ ہے انوار موبد کا — برابر رات دن فیضان ہے نور مجرد کا
عجب عالم کلس پر ہے عجب جلوہ ہے گنبد کا — بیاں ہو کس سے شان روضہ پر نور احمد کا
کہ جس پر یک غلاف سبز ہے چرخ زبرجد کا

کروں شرف صفت بنایا وصف قعت اسکے مشہد کا — فلک کہنا سبب ہوتا ہے کہ شان گنبد کا
نہیں کرسی نشیں قبہ جو سمجھوں عرش امجد کا — لکھوں اک مختصر جملہ کہ روضہ ہے محمد کا
یہی مسند الیہ اچھا سبب ہے رفع مسند کا[1]

سپہر و مہر کا دعویٰ صداقت کو کہاں پہنچا — تعلی ہی تعلی تھی جو وقت امتحاں پہنچا
نہ تا قندیل در نور چراغ آسماں پہنچا — نہ گردوں کا غبار آتا غبار آسماں پہنچا

---

[1] ہمراہ مرثیہ خوانی کے [illegible] ۱۲ قاعدہ [illegible] جملہ اسمیہ میں مسند الیہ [illegible] ۲

ترے روضہ کو مسجود زمین و آسماں کہیے | عبادت خانۂ عالم مطاع دو جہاں کہیے
پناہ و پشت بالا مامن کون و مکاں کہیے | ملاذ جن و انساں مرجع قدوسیاں کہیے
کہیں ہے قبلۂ حاجت کہیں ہے کعبہ مقصد کا

طبق انوار کے ہر بار ابر دیں جو پاتے ہیں | پئے کسب سعادت سر پہ اپنے لیکر آتے ہیں
پیام بے تکلف کس تکلف سے سناتے ہیں | سلام حق کو لیکر دم بدم جبریل آتے ہیں
عجب مضموں کھلا اس بیت میں آورد و آمد کا

صفات اس شہ بالا کے جو سننا ہو کہ بیاں کیجے | بلند ایسے بندھیں مضموں میں کہ آسماں کہیے
قلم کو فاختہ کے مثل سرگرم فغاں کیجے | ہے جی میں اس میں کو نخلۂ سرو رواں کیجے
قیامت ایک پیدا ہوا ملا ہے قافیہ قد کا

قیامت میں ہے کیا دھڑکا سو و دفتر بد کا | نظر میں نور ہے تیری بیاض صفحہ خد کا
دماغ اب عرش پر پہنچ کر پہنچے خاک مشہد کا | تصور میں ترے جنت ہے گوشہ اپنے مرقد کا
کہ نقشا میری چشم تر کا ہے طوبیٰ ترے قد کا

کہیں شمس و قمر سے بڑھ کے جلوہ ہے ترے خد کا | ترے پرتو سے چمکا اختر تقدیر ہر بد کا
دو عالم میں ہے پھیلا نور تیری ذات ارشد کا | محمد مصطفیٰ پتلا ہے تو نور مجرد کا
ہوا خورشید اقلیم قدم سایہ ترے قد کا

مبارک نافۂ مشکیں ختن میں ناف آہو کو | گلستاں سے کہو رکھے چھوڑے اپنے سرو دلجو کو
نہ پہنچے سرو دل پہ پہنچے اس کی رنگت عنبریں مو کو | سواد جنت تشبیہ کہیے تیرے گیسو کو
بہار گلشن تنزیہ ہے بوٹا ترے قد کا

دو چار آنکھیں نہیں ہیں تجھ سے دو عالم سے کنارہ ہو | دوئی سے دور و نزدیک رابطہ ہی جو ہر اک شیء ہو

مزا دونا ہو سرو خلد کے پہلو میں طوبیٰ ہو میسّر ایک جلوے میں مجھے لطف دوبالا ہو
کروں میں دیدۂ احول سے نظارہ ترے قد کا

لکھوں کیا مدحت خط لب جاں بخش حضرت میں کہ ہے وہ حسن مطلع صفحۂ مہر قیامت میں
بلند اک بیت ابرو فرد کلیات فطرت[1] میں بیاضی مطلع عارض ترا دیوان وحدت میں
نکیلا مطلع ایجاد میں مصرعہ ترے قد کا

رسالت سے تری منظور سب کو ہدایت ہو مگر مشکل یہ تھی ذات ایک تیری اور عالم دو
تھے ہیر حکمت کہ آئے راہ پر برگشتہ تھے جو جو بنایا رہنما جب عالم ایجاد کا تجھ کو
ہوا خضر سر راہ عدم سایہ ترے قد کا

دوئی سے کیوں متنفر ہو نہ حضرت کی طبیعت کو بنایا نور یکتائی سے سر تا پائے حضرت کو
پسند آئی نہ تکرار اپنے جلوہ کی بھی قامت کو نہ رکھا سایہ تک باقی مٹایا نام کثرت کو
جو روشن بزم وحدت میں ہوا اِکّا ترے قد کا

بیان شان بسم اللہ ہے ابرو کی آیت میں خلاصہ سورۂ والشمس کا ہے تیری صورت میں
تری باتیں شریعت ہیں ترا جلوہ طریقت میں کلام ناطق آیات قرآن حقیقت میں
سراپا معنیٔ تحقیق ہے جملہ ترے قد کا

نہیں ہے تجھ سے بالا ایک بھی قدرت کی نیرنگی تجلی دو جہاں کی تو نے اپنی ذات میں دیکھی
ازل سے ہے تری تقدیر لے محبوب حق چمکی خدا نے زیب زینت کی جو بزم آفرینش کی
لگایا اس میں قد آدم[2] آئینہ ترے قد کا

---

[1] فطرت نام شاعری بود لہٰذا لطف دو بالا شد ۱۲
[2] قد در زبان عربی گاہے بمعنی تحقیق و گاہے بمعنی تقلیل می آید ۱۲

بہت پُر زور تھا ہر چند خامہ دست قدرت کا — نہ تھا آسان لیکن کھینچنا محبوب کا نقشا
پس صد محو و اثبات ایک مدت میں کھنچا خاکہ — مٹا ڈالیں بنا کر صورتیں آدم سے تا عیسےٰ
تب آیا راست نقشہ کلک قدرت سے ترے قد کا

اوڑا لینا بہت دشوار ہے میرا چلن محسن — ٹھہر سکتے نہیں آ کے مرے ارباب فن محسن
بھلا دیتا ہوں میں دم بھر میں سارا بانکپن محسن — مقابل مجھ سے ہو کیا مرد میدانِ سخن محسن
کہ جوہر ہے مری تیغ زباں میں وصف احمد کا

امیر[1] اس کا مقولہ ہے کہ جو اس راہ پر آئے — جھکائے وہ سر تسلیم پہلے پاؤں پر میرے
عجب اٹھا کے سے تعلیم پائی اشک[2] سے میں نے — فضائے تنگ میدان قلم میں نقطہ و خط سے
بڑے استاد نے مجھ کو سکھایا ہے پھری گدکا

نہ ملح غیر سے مطلب نہ ذم سے اس قلمرو میں — قلم جاری ہے احمد کے کرم سے اس قلمرو میں
حسد کر کے کہاں جائیگا ہم سے اس قلمرو میں — سزا حاسد کو ہے دار قلم سے اس قلمرو میں
کہ یہ دار الحکومت ہے مظفر کا موید کا

زباں تیز کے جوہر زباں داں ہو تو پہچانے — ولایت میں صفیں کیں صاف اس تیغ مصفا نے
کئے ہیں کٹ کے دست فکر سے ترکوں کے دستانے — کیا شیراز کو پامال اردوئے معلا نے
گیا مان اصفہاں لوہا مری تیغ مہند کا

قصیدہ لکھ رہا ہوں نعت میں اعجاز ہے روشن — سواد ہر قلم ہے دود شمع طور کا مخزن
قلمدان حبیب کوہ طور و بستہ طور کا دامن — عصائے موسوی خامہ ورق ہے وادی ایمن

---

[1] امیر تخلص جناب منشی امیر احمد صاحب ابن مولوی کریم احمد صاحب از اولاد حضرت شاہ مینا صاحب لکھنوی قدس سرہ ۱۲
[2] مولوی ہادی علی صاحب اشک ۱۲

ید بیضا کو داغ رشک رہتا ہے مرے ید کا

فزوں تر آسماں سے ہے کہیں میرا بلند اختر — ہر اک صفحہ مرے دیوان میں رشک مہ انور
چمک ہر معنی روشن کی طرہ پر تجلی پر — پڑا ہے طور کی چوٹی میں مو باف زری بنکر
لکھا جو شعر وصف روئے تابان محمد کا

ہوئے ہیں منتظم ہر چار ارکان سخن مجھ سے — منور ہے چراغ طاق ایوان سخن مجھ سے
جہاں میں ہے فروغ نور ایمان سخن مجھ سے — زمین شعر پر نازل ہے قرآن سخن مجھ سے
کتاب آسمان اک نسخہ ہے لوح زبرجد[1] کا

فلک کب ہمعنان توسن طبع رواں پہنچا — فرشتوں کے جہاں پر جلتے ہیں اکثر وہاں پہنچا
بکھیرے اپنے توڑے تا فضائے لامکاں پہنچا — سخن میرے قلم کی لے سواری کے کہاں پہنچا
کہ کالے کوسوں سبز رنگ رہا چرخ زبرجد کا

مضامین مختلف ہوں فکر عالی کا اشارا ہے — کہ تخصیص قوافی سے مناسب اب کنارا ہے
طبیعت باڑھ پر آئی ہے دل نے جوش مارا ہے — مری طبع رواں کا پھر اسی گھاٹ اب اوتارا ہے
تماشا دیکھئے بحر سخن کی جذر کا مد کا

[illegible] مکاں دونوں میں ہے جلوہ نور بیحد کا — وہ اک غنچہ ہے اک گل ہے کہ ہے گلزار [illegible] کا
کہیں ہے اطلاق مطلق کا کہیں مظہر مقید کا — احد کا غیب میں مورد شہادت میں احمد کا
ہے مشہود ایک ہی دو شہادت ہائے اشہد[2] کا

ہوا جب قصد میر النعت میں موزوں قصیدہ ہو — لکھے مطلع برابر کے جو پائے قافیے دو دو

---

[1] لوح زبرجد عبارت از توریت کہ قرآن شریف نسوخ کردہ ۱۲
[2] اشہد اشارہ از کلمۂ شہادت ۱۲

نہیں آتا ہے مجھ پر حرف گر انصاف سے دیکھو   بہ مجبوری لکھا الہٰ کی صورت لفظ اللہ کو
نہ آیا ہاتھ اچھا قافیہ جب کوئی احمد کا

ہوا تیرا ظہور آخر میں عالم کو نہ حیرت ہو   یہ مضمون صاف روشن ہے اگر چشم بصیرت ہو
مؤخر انبیا سے کیوں نہ خلق جسم حضرت ہو   یہ تھا منظور رفتہ رفتہ تکمیل نبوت ہو
خدا نے منتظر رکھا جو تیری آمد آمد کا

بڑا نکتہ ہے اس تاخیر میں جو غور سے دیکھے   کہ اس منصب پہ پھر اور انبیا محروم رہ جاتے
نہ اتنے واسطے پیدا کیا حق نے تجھے پہلے   کہ دست صنع کو فارغ ہوا مقصود اصلی سے
مقید پھر نہ ہوگا مطلق ایجاد مقید کا

خلیل اللہ نے کی واہ کیا ہی گرم پروازی   لگائی تجھ سے لو اے گرمی بازار طنازی
ہوئے انگارے غنچے پھول شعلوں کو سرفرازی   ترے رشتے سے مثل شمع کے آتش سے گلبازی
ہوا ہے تجھ سے روشن نام تیرے جد امجد کا

غلط ہوں دفتر آئین کاتب اعمال چکر میں   بدی نیکی ہی کی رہ جائیں باقی سلسلے دفتر میں
بدی کی جو رقم ہو جا پڑے مینائی کے گھر میں   مناسب ہو تمنا ہے شفاعت تیری گر دیوان محشر میں
صحیح آئے نہ میزاں میں سیاہ دفتر بد کا

سوا اللہ کے لاعلم ہیں سب تیری فطرت سے   ملک جن و بشر کوئی نہیں واقف حقیقت سے
مقدم ایک کی خلقت نہیں ہے تیری خلقت سے   کھنچی پہلے تری تصویر ازل میں دست قدرت سے
ہوا لفظ خدا سے اشتقاق اول ترے خد کا

مناسب ہے تری مژگاں کی چلمن بیت یزداں کو   مزین ہے ترے خط کا کنایہ عرش رحماں کو
ترے عارض کا شمسہ چاہیے ایوان ایماں کو   ترے ابرو کی ہے محراب لازم طاق عرفاں کو

در اسلام کو درکار ہے بازو ترے ید کا

دکھائے خسرو انجم نہ مجھ کو آسماں جاہی — مری نظروں میں ہے اک گرد چتر شہنشاہی
ہوئی تیرے مراتب کی کماہی کس کو آگاہی — تجلی کا ترے ماہی مراتب ماہ سے تا ماہی
ثریٰ سے نور تک اک گاؤ تکیہ تیری مسند کا

نہ گذرے کیوں ترے اعدا کی ذلت اور خواری میں — محب کیونکر نہ پائیں حظ تیری خدمت گذاری میں
غم و شادی ہیں دونوں تجھ سے تیری پاسداری میں — الم معروف تیرے دشمنوں کی غمگساری میں
خوشی کو کام ہے تیرے محبوں کی خوشامد کا

طبیعت کے سخنداں کو منظور آزمائش ہے — وگرنہ تیری مداحی سے مطلب تیری نمائش ہے
بہت دشوار باب نعت مدحت کی کشائش ہے — ستائش کیلئے تو واسطے تیرے ستائش ہے
کہ ہے مذکور قرآں میں ترے اوصاف مجید کا

خداوند دو عالم آپ تیری مدح کرتا ہے — صحف جتنے ہوئے نازل ہر اک میں ذکر تیرا ہے
جو ہو تیری ثنا ہر بند ہم میں سے وہ سچا ہے — سوا تیرے کسی کی مدح کرنا جن کا شیوہ ہے
یہ سچ ہے وہ لئے پھرتے ہیں حصہ قفل ابجد کا

تری خدمت میں اے حاجت روا اب عرض ہے اتنی — روا ہوں حاجتیں تیرے ہی در سے دین و دنیا کی
تمنا ہے دوسرے کی ہو نہ آلودہ زباں میری — یہ خواہش ہے کروں میں عمر بھر تیری ہی مداحی
نہ اُٹھے بوجھ مجھ سے اہل دُنیا کی خوشامد کا

بڑھے سوز دروں کی داغ عشق فتنہ ساماں سے — تماشا ہے کہ چمک بخت نور مہر عرفاں سے
شرر نکلیں اُٹھیں شعلے ہوا برق لمعاں سے — چمک ہے درد کی دل میں خیال روی تاباں سے
ستارہ اوج پر ہو جیسے کہ برج مشید کا

پھنسا لے دامِ گیسوے مسلسل میں مجھے ایسا — یہاں جب تک ہے آب و دانہ تجھ پر پھڑکے دم میرا
رہوں میں رشتہ بر پا جب قفس چھوڑوں عناصر کا — کمندِ دل رہے چھوٹے نہ تیری ڈور کا پھندا
جو ٹوٹے دم کا دھاگہ طائرِ روحِ مقیّد کا

بنا دے مجھ کو ایسا مست اپنی چشمِ شہلا سے — کہ ہو مے سے تنفّر روح بھاگے جام و مینا سے
دلِ وحشی کرے رم دونوں عالم کی تمنّا سے — ہرن ہو نشہ میرا نشاتین دین و دُنیا سے
رہوں خائف تصور کر کے میں دو دال سے[1] دو کا

کرے خاصیت اکسیر پیدا میری خاکستر — ذہب ہو جو طلا ہو میرے اعمال کا دفتر
محک میں امتحاں کی پیشگاہِ حضرتِ داور — برنگِ زر چڑھے سونا مرا میزانِ محشر پر
اُٹھوں میں قبر سے مخمور تیری چشمِ اسود کا

کرے بیتابیاں میرے لیے ہر موج کوثر میں — جگہ مجھ کو ملے رشتہ کی صورت قصرِ گوہر میں
رقم ہو نام میرا دفترِ خاصانِ داور میں — فرشتے دیکھ کر مجھ کو کہیں دیوانِ محشر میں
جگہ خالی کرو مدّاح آتا ہے محمّد کا

لکھا ہے اس قصیدے کو جو میں نے وصفِ حضرت میں — عوض ہر بیت کے پاؤں سکونت قصرِ جنّت میں
کیے ہیں بسکہ اکثر شعر موزوں وصفِ قامت میں — تُلے اس نظم کا ہر حرف میزانِ قیامت میں
بطرزِ تازہ ہو وزن اپنے اشعارِ مجوّد کا

قصیدہ ختم ہوتا ہے صلہ اس کا عنایت ہو — اُٹھاتا ہوں دُعا کو ہاتھ وا بابِ اجابت ہو
بغل میں یہ قصیدہ سر پہ اکلیلِ سعادت ہو — ترے دربار میں ہر وقت رہنے کی اجازت ہو
مجھے سرکار سے خلعت ملے عیشِ مخلّد کا

---

[1] یعنی دو دال اشارہ از دین و دُنیا ۱۲

نہ تجھکو تیرے خالق سے کسی صورت جدا سمجھوں ظہور شان وحدت کا میں تجھکو واسطا سمجھوں
حق آئینہ ہو دل پر صاف اہل صفا سمجھوں ترے عارض کو میں آئینۂ نور خدا سمجھوں
کہ فہم سر وحدت ہے الف ایماں کے ابجد کا

قمر سمجھوں رخ تاباں کو یا مہر سما سمجھوں کلف اسمیں جلن اسمیں ہے میں سمجھوں تو کیا سمجھوں
یہ تشبیہیں ہیں بر عکس ایک مظہر حق نما سمجھوں ترے عارض کو میں آئینۂ نور خدا سمجھوں
کہ فہم سر وحدت ہے الف ایماں کے ابجد کا

دم تحریر تیرے ذوق سے بڑھ جائے تردستی قلم سے نکلیں آنسو ہو یہ جوش خندۂ شادی
شمول اشک شیریں سے دوات اس درجہ ہو بھیگی الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی
بڑھا معلوم ہو لفظ احد پر میم احمد کا

کبھی تو کام آوے روشنائی میرے نامے کی کوئی تو رنگ لاوے روشنائی میرے نامے کی
نئی صنعت دکھائے روشنائی میرے نامے کی الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی
بڑھا معلوم ہو لفظ احد پر میم احمد کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من وچ عقلی وبے خردی دشمن نفس در کمین بدی
تومرا زور وحجت وسندی تومرا تاب وقوت ومددی
یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

خانہ بگذاشتم بر سوائے نہ عصا دارم ونہ بلبائے

شور فیقم بد شدت پیمائے — انت یا سیدی و مولائے

یا حبیب الاٰلہ خذ بیدی

ما لعجزے سواک مستندی

نہ ز دنیا متنعم نہ ز دین — دشمن جانم آسمان و زمین

دوستان خشمناک و چین بجبین — دشمنان بہر کشتنم بہ کمین

یا حبیب الاٰلہ خذ بیدی

ما لعجزے سواک مستندی

خون صد آرزو بگردن من — خویش بیگانہ دوست دشمن من

خانہ زندان و راہ رہزن من — ماندنم مشکل ست و رفتن من

یا حبیب الاٰلہ خذ بیدی

ما لعجزے سواک مستندی

منم و رہ زن و رہ مخطور — دل بیمار خاطر رنجور

عالم بے کسی و منزل دور — شب دیجور و چشم من بے نور

یا حبیب الاٰلہ خذ بیدی

ما لعجزے سواک مستندی

بسکہ بودم حریص فسق و فجور — گشتہ ناخوش ز من خدای غفور

ہست اکنون شفاعت تو ضرور — آمدم بر در تو از رہ دور

یا حبیب الاٰلہ خذ بیدی

ما لعجزے سواک مستندی

کار من ابتر ست ہر نفسے　　　دل پُر از درد و سر پُر از ہوسے
بے کسم در جہان نیست کسے　　　ہمدمے یا انیس درد رسے

یا حبیب الآلہ خذ بیدی
ما لعجزے سواک مستندی

صبح من شام شد ز شامت من　　　ہست ہر روز من قیامت من
شو شفیع و مکن ملامت من　　　نیست جز بر درت ملامت من

یا حبیب الآلہ خذ بیدی
ما لعجزے سواک مستندی

سوئے ملک حجاز م آہنگ ست　　　نام ہندوستان مرا ننگ ست
آستانت ہزار فرسنگ ست　　　دیدہ ام کور و پائے من لنگ ست

یا حبیب الآلہ خذ بیدی
ما لعجزے سواک مستندی

کفر ظلمت سرشت در طغیان　　　چار سوئے سواد ہندوستان
زور ظلم ست قوت شیطان　　　خوف جان ست و خطرۂ ایمان

یا حبیب الآلہ خذ بیدی
ما لعجزے سواک مستندی

تشنۂ خون من جفا کاری　　　دشمن ظالم ستمگاری
من و در حال خود گرفتاری　　　نہ مرا مونسی نہ غمخواری

یا حبیب الآلہ خذ بیدی

ما بعجزے سواک مستندی

کشتیم تہ نشیں چو دیدۂ تر   گشتہ ملاح و ناخدا مضطر
بحر پرجوش و جوش پر ز خطر   سر ز ساماں گذشت و آب از سر
یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

رفت تاب از تن و دل از بر من   آب چشمم گذشت از سر من
راہ گم کردہ خضر رہ بر من   نہ کسے یار من نہ یاور من
یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

زخم از دل گذشت دل ز قرار   خار از پا و پایم از رفتار
رفت ہوش از سر و سر از دستار   کار از دست و دست من از کار
یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

کشتی من شکست و لنگر او   غرق شد ناخدائے رہبر او
بحر و بیمہ ہر لحظہ جوش دیگر او   من و بے دست و پا شناور او
یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما بعجزے سواک مستندی

کارواں رفت من پریشانم   دیدہ بر نقش و پائے پالانم
ذرۂ دشت و گرد میدانم   راہ گم کردہ در بیابانم

یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

ظلمت دہر چوں صف مژگاں — نور چوں چشم سرمگیں بمیاں
لمن الملک کفر را بزباں — ایں مناجات برلب ایماں

یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

روحم از تن جدا و تن زتواں — سینہ بریاں ز یاس بے پایاں
جان من برلب است و لب بفغاں — دل تپاں ز درد و درد بے درماں

یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

ناکساں بے سبب مرا دشمن — ہمہ خود آشنا خدا[1] دشمن
دوستاں سنگدل وفا دشمن — جملہ محسن[2] کش آشنا دشمن

یا حبیب الالٰہ خذ بیدی
ما لعجزی سواک مستندی

---

[1] اضافت مقلوب یعنی دشمن خدا۔
[2] تخلص حضرت استادی مولوی محمد محسن کاکوروی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رباعیات نعتیہ از مصنف قصیدہ

مولا مرے عقدہ ہائے مشکل وا کر — ہر غنچہ کو باغ قطرے کو دریا کر
بد ہوں یا نیک تیری امت میں ہوں — محشر برپا ہے تو مجھے بر پا کر

یارب آہِ رسا مدینے پہونچے — ہر نالۂ دل میرا مدینے پہونچے
چہرے کا رنگ جو ناتوانی سے اُڑے — گرتا پڑتا ہوا مدینے پہونچے

گلزار خیال شگفلے در سر من — بکشا بند گرہ ز بال و پر من
دارم گرہے و مشکل انیست کہ نیست — جز نقد گرہ در گرہِ گوہر من

اک شان خدا ہے سیدِ عالی جاہ — ملک قدم و حدوث کا شاہنشاہ
جس دل پہ کھلی حقیقت اُسکی محسن — بے ساختہ بول اُٹھا کہ اللہ اللہ

سرسبز کن اے سید ابرار مرا — دہ رونق نخلِ گُل گلزار مرا
چوں دانہ ہزار بار بر روئے زمیں — گر چرخ بیفگند تو بردار مرا

یارب بطفیل حسن آں شاہ زمن — بیگردان ہر زیان من سود من
رہ سوزی چو شمع رخسار بسوز — درہم شکنی چو زلف مشکیں بشکن

عقدے مشکل کے مرے مولا وا کر — ثابت قدم منزل استغنا کر
درماندہ ہوں خستہ حال ہوں بیکس ہوں — سر پر مرے ہاتھ رکھ مجھے بر پا کر

ال پیش بیا اے من بجا کہ آہیم — جاں چوں گہر نفس بپا بہت ریزیم

در صفحۂ دیدہ و دلم اے محبوب — بنشیں چوں نام و چوں نگیں بر خیزم

رنگیں تری بزم اے شہ خوشخو ہے — باقی تو اداسی سی عیاں ہر سو ہے

تشبیہہ کا پاتا ہوں مرقع سنسان — تنزیہہ کو دیکھا تو مقام ہو ہے

معراج کو جس وقت چلے خیر بشر — پہنچا یہ پیام ذوالجلال اکبر

جلد آ اے نور دیدۂ عالم قدس — اک چشم زدن میں ساتوں پردے طے کر

کہ جب نبی ؐ کی مرے سینے میں رہے — ان کا ہی خیال مرتے جیتے میں رہے

جب بند ہوا آواز مرا دم ٹوٹے — آہنگ حجاز ہو مدینے میں رہے

ایمان کا غروب ہونے پہ جب ماہ آیا — تب دہر میں وہ سید ذی جاہ آیا

جلدی ہی ملتی الٹی کچھ اس عالم تک — سایہ بھی حضور کے نہ ہمراہ آیا

رہ جاؤ گے تم زندگی سے دھو کر — پچھتائیں گے اقربا تمہارے رو کر

حسن کیا پوچھتے ہو چھوڑو گھر بار — جنت کو چلے جاؤ مدینے ہو کر

گر نکتہ نوازی کا تیرے دھیان آئے — بخشش کا معما نظر آسان آئے

مداح کے یا رب عدد احمد ؐ ہوں — جب روز حساب وقت میزان آئے